ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

مادّی اسباب، توکّل کی حقیقت اور منہاج نبوی ﷺ: ایک علمی مطالعہ

Material Causes, the Reality of Tawakkul, and the Prophetic Methodology: An Academic Study

محمد حماد سعید: پی ایچ ڈی سکالر شیخ زاید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی

ڈاکٹر حافظ عبد القہار: ایس ایس ٹی گورنمنٹ ہائی سکول 90 شمالی سرگودھا

روح الامین: اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ گریجویٹ کالج بوائز دیپال پور

Abstract

Tawakkal is not about giving up and abandoning action, but it is the name of doing the work with full determination and diligence, leaving the effect and result on the trust of Allah and understanding that Allah is a helper, so do not fail us. Can't do it, if he doesn't want it, no one's efforts and help can be useful. This world is actually a world of causes and effects. Every action and action must have some cause behind every event. On the other hand, denying causes and causes is not wise at all, but it is also human's fault. It is ignorance that he understands only the material causes, the Creator forgets the causes and the causer of the causes, rather he denies them, while it is a fact that both the causes and their results are bound by the will of Allah and He Nothing can happen if he doesn't want to ، The success of the causes is also according to divine destiny, so we must adopt the causes so that we do not believe that the destiny is changed by these causes, because Allah Almighty does not change His decision ، Trust is "obedience of the heart" and taking means is "obedience of the soul", so the person who has suspended the means is not valid .

Keywords : *Tawakkul, material causes, Prophetic methodology, reliance on Allah, practical efforts.*

تعارف

توحید اور توکل اسلامی تعلیمات کی بنیاد ہیں جنہیں نہ صرف دینی بلکہ دنیاوی امور میں بھی اہمیت دی گئی ہے۔ توکل کا مفہوم یہ نہیں کہ انسان عمل سے گریز کرے، بلکہ یہ ہے کہ پوری کوشش اور عزم کے ساتھ کام کیا جائے اور نتائج کی ذمہ داری اللہ پر چھوڑ دی جائے۔ اسی طرح، دنیا کی حقیقت بھی یہ ہے کہ ہر عمل کے پیچھے ایک سبب ہوتا ہے، جو کہ مادی یا غیر مادی ہو سکتا ہے۔ اسلامی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

تعلیمات ہمیں سکھاتی ہیں کہ اسباب کو اختیار کرنا ضروری ہے، مگر ان کی کامیابی اللہ کی مرضی کے تحت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اس اصول کو عملی طور پر پیش کیا، جہاں آپ نے دنیاوی اسباب کو استعمال کرتے ہوئے اللہ پر مکمل بھروسہ رکھا۔ اس تحقیق میں، ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ کیسے توکل اور اسباب کے استعمال کے اصول اسلامی تعلیمات اور منہاج نبوی کی روشنی میں ایک دوسرے کے تکمیل ہیں، اور کس طرح یہ نظریات عملی زندگی میں توکل کی حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں۔

توکل، یہ باب تفعّل سے ہے لغوی معنی کسی کو کامیابی کا ذمہ دار بنانا، بھروسہ کرنام، مطیع و فرمانبردار ہونا "توکل فی الامر "کا معنی خود مجبوری اور عاجزی ظاہر کر کے دوسرے پر اعتماد کرنا، اسی سے اتّکلان ہے معنی بھروسہ واعتماد ہے [1]

توکل کی تعریف کے بارے میں سلف سے مختلف عبارات منقول ہیں سبب اختلاف یہ ہے کہ کسی نے مجرّد توکل کا معنی بیان کیا ہے کسی نے توکل کے درجات کو تعریف میں داخل سمجھا اور ذکر کر دیا ہے اور کسی نے اس کے نتائج و ثمرات کو تعریف میں داخل کیا ہے ان اقوال کو جمع کرتے ہوئے منتخب و مختار تعریف علاّمہ ابن القیم نے فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں

"حقیقۃالتوکل القیام بالاسباب والاعتماد بالقلب علی المسبب[2]

توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اسباب اختیار کرنا اور دل سے مسبب الاسباب یعنی اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا،

حقیقت توکل میں یہ دو چیزیں داخل ہیں

1- ایک خالق الاسباب پر اعتماد کرنا اور ایمان لانا

2- مشروع اور جائز اسباب کا اختیار کرنا

معلوم ہوا کہ اسباب اختیار کیے بغیر توکل درست نہیں ہو سکتا۔

[1] معجم مقاييس اللغۃ:136،ابن فارس،ابی الحسین،احمد بن فارس بن زکریا،معجم مقاييس اللغۃ،دار الفکر،1399ھ

[2] مدارج السالكين: ص 462 ج،3 ابن قيم الجوزى ، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ،مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين، ،دار الكتاب العربي ، بيروت،1996م

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن فرماتے ہیں:"فعل السبب سنۃ والتوکل علی اللہ توحید، فاذا جمع بینھما تمّ لہ مرادہ باذن اللہ "اسباب اختیار کرنا سنّت ہے اور توکل علی اللہ توحید ہے جب یہ دونوں جمع ہو جائیں تو بندہ باذن اللہ اپنی مراد کو پا لیتا ہے۔[3]

توکل بے دست وپائی اور ترک عمل کا نہیں بلکہ اس کا نام ہے کہ پورے عزم اور مستعدی سے کام کو انجام دیا جانے کے ساتھ اثر اور نتیجہ کو اللہ کے بھروسہ پر چھوڑ دیا جائے اور یہ سمجھا جائے کہ اللہ مدد گار ہے تو کوئی ہم کو ناکام نہیں کر سکتا اگر وہی نہ چاہے تو کسی کی کوشش اور مدد کار آمد نہیں ہو سکتی۔

بعض لوگ اسباب اختیار کرنے کو توکل علی اللہ کے منافی سمجھتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے توکل کا مفہوم سمجھاتے ہوئے توکل کے ساتھ اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "کہ ایک بدوی شخص آیا اور اس نے توکل کی حقیقت دریافت کی، کہ اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ! میں اونٹ کو باندھوں پھر توکل کروں یا اسے کھلا ہی چھوڑ دوں اور توکل کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا" کہ اسے پہلے باندھو اور (پھر) توکل کرو"[4]

توکل کا مفہوم آپ نے ایک اور انداز میں بھی سمجھایا، آپ ﷺ نے فرمایا" لوانکم توکلتم علی اللہ حقّ توکلہ لرزقکم کما یرزق الطّیر تغدوخماصاً وتروح بطاناً "اگر تم اللہ تعالیٰ پر اسی طرح بھروسہ کرو جیسا کہ اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے وہ صبح گھونسلوں سے بھوکے روانہ ہوتے ہیں اور شام کو روزانہ سیر ہو کر آتے ہیں"[5]

پرندے اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرتے ہیں مگر وہ اپنے گونسلوں میں نہیں بیٹھے رہتے

[3] فتح المجید:462 عبد الرحمن بن حسن آل الشیخ، فتح المجید شرح کتاب التوحید، ،دار الکتاب العربي لبنان 1430 ھ

[4] سنن ترمذی: 2517 الترمذي، أبو عیسی محمد بن عیسی، سنن الترمذي ،دار الغرب الإسلامي ، بیروت،1996ھ

[5] سنن ابن ماجۃ:4165 ابن ماجہ،ابوعبداللہ،محمد بن یزیدالقزوینی،السنن،دار الجیل،بیروت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

اس حدیث میں پرندوں کی مثال دے کر واضح فرمایا کہ توکل کی حقیقت سمجھنی ہو تو پرندوں کو دیکھ لو کہ وہ روزانہ خالی پیٹ لے کر نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس پلٹتے ہیں، پرندے اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرتے ہیں مگر وہ اپنے گونسلوں میں نہیں بیٹھے رہتے بلکہ رزق کی تلاش میں صبح ہوتے ہی نکل پڑتے ہیں لہذا توکل کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے اور عضو معطل بن کر کہے کہ میں نے توکل کیا ہے

اسباب اور ان کے نتائج دونوں اللہ ہی کی مرضی کی پابند ہوتے ہیں

یہ دنیا در حقیقت اسباب وعلل کی دنیا ہے یہاں ہر ایک فعل و عمل کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے ہر کسی واقعہ کے پیچھے کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے بایں طور پر اسباب وعلل کا انکار ہرگز دانشمندی نہیں، تاہم یہ بھی انسان کی نادانی ہے کہ وہ محض ماڈی اسباب ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے خالق الاسباب اور مسبّب الاسباب کو بھول جاتا ہے بلکہ انکار ہی کر دیتا ہے جبکہ یہ حقیقت ہے کہ اسباب اور ان کے نتائج دونوں اللہ ہی کی مرضی کی پابند ہوتے ہیں اور وہ نہ چاہے تو کچھ نہیں ہو سکتا، بارہا ایسا ہوتا ہے کہ اسباب موجود ہوتے ہیں مگر باوجود ان کی موجودگی کے مسبّب کا فقدان نظر آتا ہے بسا اوقات بغیر سبب کے ہی مسبّب کا وجود نظر آتا ہے لہذا اس علل کے جہاں میں اسباب اختیار نہ کرنا پرہیز، احتیاط اور علاج نہ کروانا دین حق سے انحراف کی ایک صورت ہے کہ انسان اپنی کم فہمی و کم ہمتی کو تقدیر پر محمول کرے اور اسباب اختیار نہ کرنے کو توکّل کا نام دے۔

انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر ہی اعتماد اور بھروسہ رکھنا چاہیے

علاوہ ازیں اسباب کی توفیق بھی حسب تقدیر الٰہی ہوتی ہے اس لیے اسباب کو اپنانا تو ضرور چاہیے تاہم یہ اعتقاد ہرگز نہ ہو کہ ان اسباب سے تقدیر بدل جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے کو نہیں بدلتا "انّ اللہ لا یخلف المیعاد "یقینا اللہ تعالی اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا"[6] البتہ دعا کے ذریعے تقدیر کا بدل جانا بھی دراصل تقدیر الٰہی ہی ہے نبی ﷺ کی حدیث ہے" لا یرد القضاء الا الدّعاء "سوائے دعاء کے اللہ کی تقدیر کوئی چیز رد نہیں کر سکتی "[7] یعنی قضاء کے آنے سے پہلے دعا کیا کرو چنانچہ انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر ہی اعتماد اور بھروسہ رکھنا چاہیے نہ کہ اسباب پر۔

---

[6] آل عمرآن:9

[7] تحفۃ الاحوذی:2139،مبارکپوری،محمدعبدالرحمان بن عبدالرحیم،تحفۃالاحوذی بشرح جامع الترمذی،دار الفیحاء،دمشق،1436ھ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

توکل کی نوعیت واضح کرنے کے لیے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے"ولاتَنسَ نَصِیبک من الدّنیا واَحسِن کما اَحسنَ اللہ اِلیک " اور اپنے دنیوی حصّے کو بھی مت بھول اور جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر"[8]

اور پھر بھروسہ کو قائم رکھنے کا عملی طریقہ بھی نبی اکرم ﷺ نے آحادیث میں واضح فرما دیا ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہا"اِحرص علیٰ ما ینفعک وَاستَعِن باللہ ولا تَعجِز" نفع بخش چیزوں کی حرص کرو، اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور ان کے حصول کی خاطر محنت کرنے واسباب اختیار کرنے سے عاجز مت آؤ"[9]

احتیاط وعلاج بھی دراصل تقدیر الٰہی ہی ہے

بیماریوں کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ بیماری اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں لگ سکتی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر شفایابی ممکن ہے مگر پھر بھی رسول ﷺ نے بیماری سے بچاؤ کے لیے حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر بیماری لگ جائے تو اس کے علاج کا بھی حکم دیا ہے تو احتیاط و علاج بھی دراصل تقدیر الٰہی ہی ہے ایک دیہاتی شخص رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتا ہے کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ! کیا ہم علاج نہ کروایا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا"نعم یا عباد اللہ تَداوَوا فَانَّ اللہ لَم یَضَع دَاءً الّا وَضَع لہٗ شِفَاءً "کیوں نہیں علاج کروایا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کا علاج بھی نازل فرمایا ہے"[10]

سنن ترمذی اور مسند احمد کی ایک روایت میں ابو خزامہ رض نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ علاج اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو بدل سکتا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "ھی من قدر اللہ" یہ علاج بھی تو اللہ کی تقدیر میں سے ہے[11]

قبل از وقت حفاظتی اسباب اختیار کرنا بھی تقدیر الٰہی ہے

---

8 القصص:77

9 صحیح مسلم:2664 مسلم بن حجاج ، القشیری نیشاپوری ،الجامع الصحیح للمسلم، ، دار الکتب العلمیۃ،بیروت لبنان 2010

10 مسند احمد:18454صحیح ،ابن حنبل، الإمام أحمد مسند الإمام أحمد بن حنبل، ،موسسۃ الرسالۃ بیروت،م

11 مسند احمد:، 15472 ایضاً (یہ روایت سند کے اعتبار سے کمزور ہے)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

اسی طرح شام کے علاقے قریہ "عمواس" میں طاعون کی وبا پھیلی جس میں اکابر صحابہ کرام مثلاً ابو عبیدہ بن الجراح، معاذ بن جبل، یزید بن ابی سفیان، حارث بن ہشام اور سہیل بن ہشام سمیت ہزاروں کی تعداد میں صحابہ وفات پاگئے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے دورے پر جارہے تھے مقام "سرغ" پر پہنچے تو آگے قافلہ ملا جس کی قیادت ابو عبیدہ بن الجرّاح فرمارہے تھے انہوں نے سیدنا عمر فاروق رض کو طاعون کے بارے میں اطلاع دی تو خلیفہ دوم نے ساتھیوں سے مشاورت کی بعض نے واپسی کا مشورہ دیا اور بعض نے معاملہ تقدیر الٰہی کی سپرد کرنے کا کہا، یہ سن کر آپ نے پہلے انصار پھر مہاجرین پھر فتح مکہ پر اسلام قبول کرنے والے اکابرین قریش کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے واپسی کا مشورہ دیا چنانچہ ابو عبیدہ بن الجراح کو پتہ چلا تو انہوں نے اعتراض کیا کہ آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ہم اللہ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر (یعنی احتیاط و علاج) کی طرف بھاگ رہے ہیں یعنی اگر طاعون کا پھیلنا اللہ کی تقدیر ہے تو اس سے بھاگنا اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں سے ہیں[12]

تو اسی اثناء میں حضرت عبدالرّحمن ابن عوف نے آکر یہ فرمان نبوی ﷺ سنایا کہ "اذا سمعتم بارض بالطّاعون فلا تدخلوها واذا وقع بارض وأنتم بها فلاتخرجوامنها" جہاں وبا پھوٹ پڑے وہاں کوئی نہ جائے اور اگر کوئی وبازدہ علاقے میں پہلے سے موجود ہو تو وہ وہاں سے راہ فرار اختیار نہ کرے"[13]

احتیاط وپرہیز کی بابت ایک اور فرمان نبوی ﷺ قوی شاہد ہے فرمایا:"لایورد ممرض على مصحّ" بیمار اونٹوں والا صحت مند اونٹوں والے چرواہے کی پاس اپنے اونٹ نہ لے کر جائے"[14]

[12] طبقات ابن سعد: ج 2 ص85 ، ابن سعد، محمد بن سعد ،الطبقات الکبری،دار الکتب العلمیۃ، بیروت،۱۹۹۰ م،تاریخ ابن خلدون: ج 3 ص: 222 ،ا بن خلدون ، عبد الرحمن ،تاریخ ابن خلدون(كتاب [العِبَر و] ديوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب والبربر ومن عاصرهم من ذوي الشأن الأكبر)، ،دار الفکر، بیروت،1981م

[13] صحیح بخاری :5728 البخاری ، محمد بن اسماعیل ،الجامع الصحیح البخاری ،دارطوق النجاۃ، 1400

[14] صحیح مسلم:2221 مسلم بن حجاج ، القشیری نیشاپوری ،الجامع الصحیح للمسلم، ، دار الکتب العلمیۃ،بیروت لبنان 2010

کوڑھی کے مریض کے متعلق ارشاد فرمایا:"فرّ منَ المجزوم کَمَا تفرّ من الأَسَد "کوڑھی کے مریض سے ایسے بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو"[15]

فتح طائف کے موقع پر بنو ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھی زدہ شخص بھی نبی ﷺ کی بیعت کرنے کے لیے آیا تو آپ ﷺ نے اسے پیغام پہنچایا"انّا قد بایعناک فارجع "ہم نے آپ کی بیعت لے لی ہے اور آپ واپس چلے جائیں۔[16]

اسباب اختیار کرنا توکل علی اللہ کے منافی نہیں

ان تمام احادیث سے یہ بات روزہ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسباب اختیار کرنا توکل علی اللہ کے منافی نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ سیّد المتوکّلین ہیں اس کے باوجود آپ ﷺ نے اس جنگ میں زرہ اور خود (جنگی ہیلمٹ) پہنا،[17] غزوہ احزاب میں خندق کھودی،[18] جنگ میں آپ ﷺ کے لیے حفاظتی چھپر تیار کیا جاتا رہا،[19] آپ ﷺ کے لیے پہرہ دیا جاتا رہا،[20] اکیلا گھر میں سونے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا، اور علاج کے لیے "حجامۃ "کروایا، رات کی تاریکی میں ہجرت کی، غار ثور میں تین دن چھپے رہے،[21] اور جنگ میں اسلحہ کا استعمال کیا[22]۔ الغرض آپ ﷺ توکل اور اسباب کو ایک ساتھ لے کر چلے اور امّت کو بھی یہی نصیحت فرمائی اس کے باوجود اگر کوئی شخص اسباب کو توکل کے منافی سمجھتا ہے تو یہ اس کی نصوص شرعیہ سے عدم واقفیت، قلت فہم اور توکل کے مفاہیم و تعبیرات کو نہ سمجھنے کی دلیل ہے

---

[15] صحیح بخاری: 5707، البخاری ، محمد بن اسماعیل ،الجامع الصحیح البخاری ،دارطوق النجاۃ، 1400

[16] صحیح مسلم: 2231، مسلم بن حجاج ، القشیری نیشاپوری ،الجامع الصحیح للمسلم، ، دار الکتب العلمیۃ،بیروت لبنان 2010

[17] الرحیق المختوم:352،مبارکپوری،صفی الرحمان،الرحیق المختوم،المکتبۃ السلفیۃ،لاہور،1416ھ

[18] مختصر سیرۃالرسول:451،الشیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب،جامعہ علوم الاثریۃ،جہلم،پاکستان1411ھ

[19] مختصر سیرۃالرسول:342،ایضاً

[20] مختصر سیرۃالرسول:352،ایضاً

[21] مختصر سیرۃالرسول:286،ایضاً

[22] الرحیق المختوم:365 مبارکپوری،صفی الرحمان،الرحیق المختوم،المکتبۃ السلفیۃ،لاہور،1416ھ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں" مَن ظَنّ اَنّ التّوکّل یغنی عن الاَسباب المَامورِ بها فهو ضَالّ جس شخص نے سمجھا کہ توکل اسبابِ ماموره کو اختیار کرنے سے بے نیاز کر دیتا ہے تووہ گمراہ ہے"[23]

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ

"اَجمَعَ القوم علی اَنّ التّوکّل لا ینافی فی القیام بالاَسباب فلا یَصحّ التّوکّل الّا مع القیام بها وَالّا فهو بطالۃ وتوکّل فاسد"

علماء متفق ہیں کہ توکل اسباب اختیار کرنے کے منافی نہیں پس توکل تو اسباب اختیار کیے بغیر درست ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ تو بیکار اور فاسد توکل ہے[24]

مزید فرماتے ہیں:

کہ توکل "عبودیت قلب" ہے اور اسباب اختیار کرنا "عبودیت جوارح" ہے پس جس شخص نے اسباب کو معطّل کر دیا اس کا توکل درست نہیں۔[25] دلائل کی روشنی میں ثابت ہوا کہ اسباب اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے

نتیجہ بحث

تَوکُّل اور اسباب کے موضوع پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی تعلیمات میں تَوکُّل اور عملی اقدامات کے درمیان ایک توازن قائم کرنا ضروری ہے۔ قرآن اور حدیث کی روشنی میں، تَوکُّل کا مفہوم صرف اللہ پر بھروسہ کرنا نہیں بلکہ اسباب کے استعمال کو بھی شامل کرتا ہے۔ اسلامی اصول ہمیں بتاتے ہیں کہ کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے مقصد کے حصول کے لیے محنت کریں اور اسباب کا استعمال کریں، جبکہ اللہ پر بھروسہ بھی قائم رکھیں۔ تَوکُّل کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ہم اپنی کوششیں کریں، اسباب کا استعمال کریں اور آخر میں اللہ پر بھروسہ رکھیں کہ وہ ہماری محنت کو کامیابی میں تبدیل کرے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

[23] قاعدة فی الرّدعلی الغزالی فی التّوکل، مجموع الفتاوی :528/8

[24] مدارج السالکین :2/117، ابن قیم الجوزی ، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد ،مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين، ،دار الكتاب العربي ، بيروت،1996م

[25] الفوائد:125،ابن قیّم الجوزی ، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد ،الفوائد،دار عالم الفوائد،مکۃ مکرمۃ،1429ھ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

وسلم اور صحابہ کرام کی زندگیوں میں توَکُّل اور اسباب کا استعمال ہمیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دونوں کے درمیان توازن قائم رکھنا چاہیے۔ اسلامی تعلیمات ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ تقدیر اور اسباب دونوں کو مد نظر رکھ کر عمل کرنا چاہیے۔ تقدیر کا علم ہمیں اس بات کی تسلی دیتا ہے کہ اللہ کی رضا اور تقدیر کا نظام ہمارے لیے سب سے بہتر ہے، جبکہ اسباب کا استعمال ہماری عملی کوششوں کا حصہ ہے۔ اس توازن کے ذریعے ہم اپنی زندگیوں میں کامیابی حاصل کرسکتے ہیں اور اللہ کی رضا کے مطابق چل سکتے ہیں۔ آخر میں، توَکُّل اور اسباب کے موضوع پر اسلامی اصولوں کی پیروی کرکے ہم ایک متوازن اور کامیاب زندگی گزار سکتے ہیں، جو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہو۔ یہ توازن ہمیں فرد کی کامیابی کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے اور ہمارے عمل اور توَکُّل کے درمیان ہم آہنگی کو برقرار رکھتا ہے۔